

مولانا سعید الحق جہدوں

شریعت اسلامی میں توہین رسالت کی سزا فرانس کے توہین آمیز کردار کی روشنی میں

یہود بغض اور عداوت کی وجہ سے ایک عرصے سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ بات ہائی لائٹ کرنے کے لئے سروٹوڈ کوشش کر رہے ہیں کہ ”مسلمان دہشت گرد ہیں اس مقصد کے لئے انھوں نے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے بلکہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخانہ خاکوں اور فلموں کا مستقل سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔

امریکہ کے سابق صدر جارج بش کے دور حکومت میں پادری فال ویل نے رسول اللہ ﷺ کو نعوذ باللہ دہشت گرد کہا۔ پھر پوپ بینی ڈکٹ نے بھی یہی الفاظ استعمال کئے۔ اس کے بعد ڈنمارک کے گستاخانہ خاکوں کا مقصد ہی یہی تھا کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ دہشت گرد ہیں اور ان کی تعلیمات دہشت گردی کی تعلیمات ہیں، گیارہ ستمبر 2012 کو امریکہ میں ”مسلمانوں کی معصومیت“ کے نام سے جو فلم ریلیز کی گئی، یہ فلم ایک اسرائیلی یہودی ملعون باسل نے بنائی ہے۔ اس فلم میں بھی اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ ﷺ کے بارے میں توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہے۔

اب فرانس میں توہین آمیز خاکوں کا یہ واقعہ مذکورہ منصوبہ بندی کی ایک کڑی ہے۔ آج یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس لئے مناسب یہ ہو گا کہ ہم قرآن و سنت اور فقہائے امت کے اقوال کی روشنی میں توہین رسالت کی سزا پر بحث کریں، کیونکہ بعض حضرات توہین رسالت کی سزا کے بارے میں مختلف قسم کے ہلکے و شبہات پیدا کرتے ہیں اس سلسلے میں مذکورہ عنوان کے تحت قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی رو سے اس مسئلے پر معمولی کلام کرتے ہیں۔

توہین رسالت کی سزا قرآن کی نظر میں

قرآن کریم کے متعدد مقامات شاتم و گستاخ رسول ﷺ کے کفر و ارتداد پر دلالت کرتے ہیں جن

میں سے چند مقامات درج ذیل ہیں: (۱) توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کے کافر ہونے کی پہلی دلیل سورہ احزاب کی یہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا
وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اكْتَسَبُوا فَلْيَلْعَنُوا بِهَتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا
”جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے، اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایسے ادیس تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا پوجھاپے سر پر رکھا“

(۲) توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کا کافر و مرتد ہونے کی دوسری دلیل سورۃ التوبہ کی یہ آیات ہیں جن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمُنْكَرٌ وَمَا هُمْ بِمُنْكَرٍ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ يَمْرُقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ
مَلْجَأًا أَوْ مَفْرَاطًا أَوْ مَدْخَلًا أَوْ لُكُؤًا إِلَى اللَّهِ وَهُمْ يَجْمَعُونَ ۝ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَلْعَنُكَ فِي
الصُّلَّةِ فَإِنْ أَعْطُوا مِنْهَا رِضْوَانًا وَإِنْ لَمْ يُعْطُوا مِنْهَا إِنْكَارًا هُمْ يَسْخَطُونَ

”اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں اصل یہ ہے کہ یہ بزدل لوگ ہیں اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ یا غار یا گھنے کی جگہ مل جائے تو اسی طرح ریاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ صدقات (کی تقسیم) میں آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں اگر ان کو اس میں سے حصہ مل جائے تو خوش رہیں اور اگر نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جائیں“

(۳) شاتم رسول اور گستاخ مصطفیٰ ﷺ کے کفر کی تیسری دلیل سورۃ التوبہ ہی میں ہے جن میں ارشاد الہی ہے

يَحْذَرُ الْمُشْرِكُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَخِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ
مُخْبِرٌ مَّا تَحْذَرُونَ ۝ وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمَقُولٌ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَ
الْيَوْمِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنَّ لَكُمْ
عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ عُذْبًا طَائِفَةً بِاللَّهِ كَانُوا مُجْرِمِينَ

”منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کے پیغمبر پر کہیں کوئی ایسی سورت نہ اتر آئے کہ ان کے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کر دے۔ کہہ دیں کہ مذاق کئے جاؤ جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اس کو ضرور ظاہر کر دے گا“ اور اگر آپ ان سے دریافت کریں تو کہیں گے کہ ہم تو نبی بات چیت

اور دل گلی کرتے تھے کہیں: کیا تم اللہ اور اس کی آجتوں اور اس کے رسول سے ہنی کرتے تھے
بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف
کردیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں۔“
(۴) سورہ توبہ میں ناموس رسالت پر حرف گیری کی وجہ سے اذیت رسول ﷺ دینے والوں کیلئے دردناک
عذاب کی وعید سنائی ہے۔

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْفُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أَدْنَىٰ قُلْ أَدْنَىٰ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ
يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْفُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ

”اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کان کا کچا ہے، ان سے
کہہ دیں کہ وہ کان کا کچا ہے تو تمہاری بھلائی کے لئے“ وہ اللہ کا اور مومنوں کی بات کا یقین رکھتا ہے
اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لئے رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو رنج
پہنچاتے ہیں، ان کے لئے عذاب الیم تیار ہے۔“

(۵) نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے کفر و ارتداد کی پانچویں دلیل سورۃ النور میں ہے
جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ
مِنْكُمْ لِيُؤْثِقُوا قُلُوبَهُمْ خِيفَةَ الَّذِينَ يَخْلَفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
”مومنو! پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بیشک اللہ
کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ اس پیغمبر کے حکم کی مخالفت
کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا
عذاب نازل ہو“

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے قرآن کریم کے ان پانچ مقامات کے علاوہ بھی تین مقامات سے
توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کے کفر پر استدلال کیا ہے، جس کی تفصیل قارئین علامہ ابن تیمیہؒ کی
کتاب ”الصارم المسلول علی شاتم الرسول“ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

دور رسالت میں توہین رسالت کی سزا:

توہین رسالت کی سزا کے بارے میں جس طرح متعدد آیات اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ اس جرم کا مرتکب کو قتل

کردینا ضروری ہے اس طرح آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے، گستاخ آمیز رویہ اختیار کرنے مذاق اڑانے اور استہزاء کرنے والوں کی سزا قتل طے ہو جانے کا پتہ بکثرت احادیث رسول ﷺ سے بھی چلتا ہے۔

(۱) سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک نابینا صحابی تھا اس کی ایک باندی تھی جس سے اس صحابی کے دو بچے تھے وہ اکثر اللہ کے رسول ﷺ کو برا بھلا کہتی نابینا اسے ڈانٹتا لیکن وہ نہ مانتی منع کرتا تو وہ باز نہ آتی۔ وہ شخص کہتا ہے کہ ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کیا تو اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، میں نے خنجر اٹھایا اور اس کے پیٹ میں گھسا دیا، وہ مر گئی صبح جب وہ مردہ پائی گئی تو لوگوں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں اسے خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق نبوت ہے کہ جس نے یہ کام کیا ہے وہ اٹھ کھڑا ہو یہ سن کر وہ نابینا گرتا پڑتا آگے بڑھا اور عرض کی ”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا کام ہے یہ عورت میری لوٹھی تھی اور مجھ پر بہت مہربان اور میری رفیق تھی اس کے سطن سے میرے دو ہیرے جیسے بچے ہیں لیکن وہ اکثر آپ ﷺ کو برا بھلا کہتی تھی میں منع کرتا تو نہ مانتی، جھڑکتا تو بھی نہ سنتی، آخر گزشتہ رات اس نے آپ ﷺ کا تذکرہ کیا اور آپ کی شان میں گستاخی کی، میں نے خنجر اٹھایا اور اس کے پیٹ میں مارا، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب لوگو کو گواہ رہو اس لوٹھی کا خون رائیگاں ہے“ (سنن ابوداؤد: ۴۳۶۱)

(۲) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ان یهودیہ کانت تشتم النبی ﷺ وتلعنہ فہم فغلغھا رجل حتی ماتت فلأبطل رسول اللہ صھا ”بلاشبہ ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی اور آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دیا“ (ابوداؤد: ۴۳۶۲)

(۳) عصما بنت مروان نبی کریم ﷺ کے بارے میں بھجویہ اشعار پڑھا کرتی تو اس توہین کی وجہ سے حضرت عمیر بن عدیؓ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر سے واپسی پر اس عورت کو قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی اس بات کا علم ہوا، آپ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد حضرت عمیرؓ سے کہا، تم نے آخر کار اسے قتل کر دیا؟ انہوں نے فرمایا ”ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے غیب سے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے تو عمیر بن عدیؓ کو دیکھ لو۔“ اسی موقع پر شاعر رسول ﷺ سیدنا حسان بن ثابت نے یہ شعر کہے۔

بنی وائل وبنی واقف وعظمتہ دون بنی الخزار
متی مادعت المحتکم وبعھا بعولتھا والمنسا بانجی

فہرست فنی ماجد أعرافہ مکرّم المدخل والمخرج (الصارم المسلول: ۱۵۴/۱)

(۴) عمیر بن امیہؓ کی بہن نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی، جس کی وجہ سے اس نے اپنی بہن کو قتل کیا، مقتولہ کے بیٹوں نے شور مچایا، اور قاتل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قریب تھا کہ کوئی مشکوک شخص قتل کر بیٹھتے حضرت عمیرؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سارے معاملے کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے عمیرؓ سے پوچھ لیا ”کیا تو نے اپنی بہن کو قتل کر دیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ عمیرؓ نے جواب دیا: وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہہ کر مجھے تکلیف دیتی تھی، آپ ﷺ نے اس عورت کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیج کر ان سے قاتلوں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کسی اور کا نام لیا، آپ ﷺ نے انہیں صحیح قاتل کے بارے میں بتایا اور اس عورت کا خون رائیگاں قرار دیا، تو ان بیٹوں نے کہا: ہم نے سنا اور مان لیا“ (اسد الغابہ: ۴/۲۷۳)

(۵) ابن خطل، مقیس ابن سبّہ، عبداللہ ابن ابی سرح کا توہین رسالت کی وجہ سے سزا کا واقعہ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے، ارباب سیر کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر یہ مژدہ سنایا کہ ”تم سب آزاد ہو“ تاہم بعض اشخاص کی نسبت قتل کا حکم دیا، جن کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، عام ارباب سیر نے دس نام لکھے ہیں: مشہور مورخ ابن اسحاق نے آٹھ نام گنائے ہیں، ابوداؤد اور دارقطنی کی روایت سے چھ ہیں، بیہقی کی دوسری روایت سے چار ہیں، تین مرد اور ایک عورت، تین مرد ابن خطل، مقیس ابن سبّہ اور عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح تھے جبکہ عورت کا نام ام سارہ تھا، بخاری شریف میں صرف ابن خطل کا واقعہ مذکور ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک غلام اس (ابن خطل) کے حوالہ کر کے ایک قبیلہ کے پاس عامل بنا کر بھیجا۔ راستے میں اس نے غلام سے کہا کہ میں سوتا ہوں تم جاگتے رہو اور کھانا وغیرہ تیار کر لو پھر مجھے جگا دو، وہ جاگا تو دیکھا کہ غلام سویا پڑا ہے، کھانا بھی تیار نہیں تھا، سخت غصہ میں غلام پر تلواریں چلائی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر سوچا کہ نبی کریم ﷺ اب مجھ سے ضرور قصاص لینگے، اس خوف کی وجہ سے مرتد ہو کر وہ مکہ آیا۔ چونکہ مکہ کے کافر مرتدوں کی بہت عزت افزائی کرتے تھے۔ اسلئے اس نے ارتداد پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ دو لونڈیاں اس غرض سے خریدیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھویہ اشعار کہہ کر لوگوں کو سنائیں۔ یہ گستاخانہ اور گندے اشعار ہوتے تھے جو جبکہ جبکہ مجلسوں میں گائے جاتے تھے اور چونکہ ادب اور شعر و شاعری کا چرچا تھا۔ اس لئے یہ اشعار پھیل کر دوست دشمن سب کی زبانوں سے سننے جانے لگے۔ نبی کریم ﷺ کو اس سے بہت اذیت ہوتی تھی۔ بہر حال اس ظالم نے ایک تو قتل کیا تھا اور بھویہ اشعار کا اہتمام جرم بالائے جرم تھا۔ اسلئے آپ ﷺ نے اس کو واجب القتل قرار دیا تھا۔

فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر ابن نخل معافی چاہتا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانے میں بھی خانہ کعبہ کا غلاف ہوتا تھا۔ رحم کی درخواست رد کردی گئی تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ توہین رسالت کی سزا خلفاء راشدین کے دور میں:

خلفائے راشدین کے دور میں بھی توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کیا جاتا تھا، اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا وہ واقعہ مشہور ہے، جب انہوں نے ایسے منافق کو جو نبی کریم ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہ کرنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس فیصلہ کے لئے آیا تھا، قتل کر دیا تھا۔ اس کے ورثاء یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر گئے اور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس واقعہ کی خبر دے دی تھی، نبی ﷺ نے متول کا خون رائیگاں قرار دیا۔ اس مرحلہ پر سیدنا عمرؓ کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔

هَكَذَا أَقْضَى بَيْنَ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ، فَاتَى جَبْرِيلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:
 "إِنَّ عَمْرًا قَدْ قَتَلَ الرَّجُلَ وَفَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ عَلَى لِسَانِ عَمْرٍ ، فَسَمِعْتُ الْفَارُوقَ"
 "اُسکے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا، پھر جبریل نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہیں بتایا کہ عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان سے حق اور باطل کا فیصلہ کر دیا ہے اس بناء پر عمر کا نام فاروق رکھ دیا گیا۔" (تفسیر المصنوع: ۱۸۷۲)

حضرت عمرؓ کے دور کا ایک اور واقعہ بھی مشہور ہے کہ

"الہالیان بحرین کے بچے باہر نکل کر صواب (ہاکی جیسا) کھیل رہے تھے اور بحرین کا بڑا پادری وہاں بیٹھا ہوا تھا، اچانک گیند اس کے سینے پر جا لگی تو اس نے اسے پکڑ لیا، بچے اس سے گیند مانگنے لگے، اس نے دینے سے انکار کر دیا اور نبی کریم ﷺ کو بھی گالی دی، سارے بچے مل کر اپنی کھیل لاشیوں کے ساتھ اس پر پل پڑے اور اس کو اس وقت زد و کوب کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ یہ قضیہ عمر بن خطابؓ کی طرف بھیجا گیا تو بخدا آپ فتح یا مال غنیمت سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جتنے بچوں کے اس بے وقوفی کو قتل کرنے پر مسرور ہوئے اور آپ نے کہا کہ آج اللہ نے اسلام کو عزت دے دی ہے کہ بچوں نے اپنی نبی کی گستاخی پر غیض و غضب کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے انتقام لے لیا۔"

(المصنف فی کل من مسرف: ۳۶۲)

گستاخان رسول ﷺ کی سزا صحابہ کرامؓ کی نظر میں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے الصارم المسلول میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے شام و گستاخ کی سزا قتل ہے اور اس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع و اتفاق ہے اور پھر متعدد واقعات سے اس اجماع کو ثابت

بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ بلیغ اجماع کا دعویٰ ممکن ہی نہیں اور اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ کے اس اجماع کے خلاف کسی ایک بھی صحابی یا تابعی کا کوئی اختلاف قطعاً ثابت نہیں ہے۔ صحابہ کا اجماع اس مسئلے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس کی صراحت قاضی عیاضؒ، امام ابن تیمیہ اور علامہ ابن عابدین شامی نے بھی کی ہے، قاضی عیاض لکھتے ہیں:

وهذا كله اجماع من الصحابة وأئمة الفتوى من لدن الصحابة رضوان الله عليهم الى
 هلم جرا..... ولا نعلم خلافاً في استباحة دمه يعني سباب الرسول ﷺ بين علماء
 الأمصار وسلف الأمة وقد ذكر غير واحد الاجماع على قتله وتكفيره
 جملہ صحابہ اور فتویٰ کے ائمہ کا ان کے کفر اور قتل پر آج تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ شاتم رسول
 کے خون حلال ہونے میں دور حاضر کے علما اور اسلاف امت میں کوئی اختلاف نہیں پایا
 جاتا اور ایک سے زائد ائمہ نے اس شاتم کے قتل اور کافر ہو جانے پر اجماع کا تذکرہ کیا ہے۔
 (الثناء، ہریف، حقوق المصطفیٰ: ۹۳۲/۲)

توہین رسالت کی سزا اجماع امت کی روشنی میں

امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی، اس کی سزا قتل
 ہے اس سلسلے میں چند تصریحات حسب ذیل ہیں: امام ابن منذرؒ فرماتے ہیں: أجمع عوام
 اهل العلم على أن حد من سب النبي ﷺ القتل، ومعن قتله مالك والليث وأحمد
 وإسحاق وهو مذهب الشافعي

”عام اہل علم کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو گالی دے، اس کی حد سزا قتل ہے۔
 یہ امام مالکؒ، عیسیٰ بن خلیل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا قول ہے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے“
 امام ابو بکر الفارسیؒ جو کہ امام شافعیؒ کے اصحاب میں سے ہیں کہتے ہیں

أجمع المسلمون على أن حد من سب النبي القتل

”تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والے کی حد سزا قتل ہے۔“

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وتحرير القول فيه: أن السباب إن كان مسلماً فإنه يحكم ويقتل بغير خلاف وهو قول
 الأئمة الأربعة وغيرهم وقد تقدم ممن حكى الاجماع على ذلك اسحاق ابن راهويه
 وغيره، وإن كان فحماً فإنه يقتل أيضاً في مذهب مالك وأهل المدينة وهو مذهب

احمد وفقہاء الحدیث (الصارم المجلد: ۳-۲-۲۵۳-۲۵۴)

اس مسئلہ میں فیصلہ کن اور طے شدہ بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اگر مسلمان ہو تو اسے کافر قرار دیتے ہوئے بلا اختلاف قتل کیا جائے گا۔ یہ ائمہ اربعہ وغیرہ کا قول ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ امام اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اگر گالی دینے والی ذمی ہو تو وہ بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا اور امام احمد وفقہائے حدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔

گستاخ رسول کی سزا فقہ حنفی کی روشنی میں

فقہ حنفی کے مطابق تو بین رسالت کی سزا قتل ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف اگر ہے تو اس میں ہے کہ گستاخ رسول کی سزا بطور حد قتل ہے یا یہ جرم حد ارتداد کو مستلزم ہونے کی بناء پر مستوجب قتل ہے یعنی جرم کی تعبیر و توجیہ میں اختلاف ہے لیکن جرم کی سزا میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس حوالے سے فقہاء احناف کی چند تصریحات حسب ذیل ہیں: نامور حنفی عالم علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

أجمع المسلمون على أن شاتمہ ﷺ كافر ومن شك في عذابه وكفره كافر

أجمع عوام أهل العلم على أن من سب النبي ﷺ يقتل (الكفار المجلد ۲ ص: ۵۴)

”ملت اسلامیہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گستاخ کافر ہے اور جو اس کی سزا یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور اہل علم کا اس پر بھی اجماع ہے کہ نبی کریم کو سب و شتم کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔“

علامہ ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

كحل من أبغض رسول الله ﷺ بقلبه مكان مرتدًا، فالسباب بطريق أولى ثم يقتل حدًا عندنا فلا تعمل توبته في إسقاط القتل قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك ونقل عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه ولا فرق بين أن يجيء تائبًا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات فإن الإنكار فيها توبة فلا تعمل الشهادة معه حتى قالوا يقتل وإن سب سكران ولا يعفى عنه (فتح القدير: ۳۲۷۵)

”جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ سے دلی طور پر بغض رکھا، وہ مرتد ہو جاتا ہے تو گالی دینے والا تو بطریق اولی مرتد ہوگا اور پھر ایسا شخص ہمارے نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا اور سزائے قتل کے بارے میں اسکی کوئی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ اور امام مالک کا یہ مذہب ہے اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ والی حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے اور اس امر میں کوئی فرق نہیں کہ وہ خود توبہ

کر کے آئے یا اسکے خلاف کسی دوسرے نے گواہی دی ہو برخلاف دیگر کفریہ اعمال کے کیونکہ انکار کر دینا ہی توبہ ہے اس میں دوبارہ گواہی کا بھی کوئی اعتبار نہیں حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک کہا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائیگا اگرچہ شرکی حالت میں گالی دی ہو اسے معاف نہیں کیا جائیگا۔

امام عبدالعالی بخاریؒ نے علامہ علم الہدیٰ کی البحر المحیط سے نہایت قابل غور اقتباس نقل کیا ہے:

”من شاتم النبى ﷺ أو أهانه أو عاب فى أمور دينه أو فى شخصه أو فى وصف من أوصاف ذاته سواء كان الشاتم مطلقاً من أمتة أو من غيرها وسواء كان من أهل الكتاب أو غيره، فمما كان أوحريماً، وسواء كان من أهل الكتاب الشتم أو الإهانة أو العيب صادراً عنه عمدًا أو تصدًا أو سهواً و غفلة أو حباً أو هزلاً فقد كفر علوفاً بحيث إن تاب لم يقبل توبته أبداً لا عند الله ولا عند الناس وحكمه فى الشريعة المطهرة عند متأخرى المجتهدين إجماعاً وعدد أكثر المتقدمين القتل قطعاً، ولا يدلن السلطان أو نائبه فى حكم قتله، وأن فات فى قتله وانعدم المصالح الدينية كقتل القضاء والولاة والعمال وإن أهملوا فقد رضوا بما صدر عنه من الشتم مطلقاً وهو كفر فهم رضوا بالكفر والراضى كافر فهم كافرون (تأدى حسب المتن ۲/۳۷۲)

”جس بندے نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ کی اہانت کی یا آپ کے دین، شخصیت یا اوصاف میں سے کسی وصف کو عیب والا بتایا خواہ یہ گالی دینے والا آپ کی امت سے ہو یا غیر اہل کتاب سے ہو یا غیر ذمی ہو یا حربی خواہ اس نے گالی، اہانت یا عیب لگانے کی بات عمداً یا تصداً کی ہو یا سہواً غفلت سے کی ہو، سنجیدگی سے کی ہو یا مذاق میں، پس اس نے ہمیشہ کا کفر کیا یعنی اگر وہ توبہ کرے تو کبھی بھی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور نہ ہی بندوں کے نزدیک۔ متاخرین مجتہدین کے نزدیک بالاجماع اور اکثر مقتدین کے نزدیک شریعت میں اس کا حکم قتل ہے۔ بادشاہ یا اس کا نائب اس گستاخ کے قتل میں فریب کاری سے کام نہ لیں اگرچہ اس گستاخ کو قتل کرنے کی پاداش میں بہت سے دینی مصالح بھی فوت ہو جائیں جیسا قاضیوں، والیوں اور سرکاری اہلکاری کا قتل ہے، پھر بھی بادشاہ اسے زندہ نہ چھوڑے اور اگر حکومت نے اسے زندہ چھوڑ دیا تو حکمران اس کے کفر پر راضی ہو گئے یعنی جو اس سے توبہ کا صدور ہوا تھا، یہ کفر ہے اور کفر پر راضی ہونے والا بھی کافر ہوتا ہے پس وہ بھی کافر ہوں گے۔“

امام محمد بن محمد شہاب کردری حنفیؒ ابن بزاز نے بھی اس مسئلہ پر بالتفصیل روشنی ڈالی ہے، فرماتے ہیں:

”وذاں عنہ موجب الحظر والارتداد وهو القتل إلا إذا سب الرسول ﷺ أو واحداً من
الأنبياء عليهم الصلوة والسلام فإنه يقتل حداً ولا توبة له أصلاً سواءً بعد القدرة عليه
أو الشهادة أوجاء تائباً من قبل نفسه كالكذب لأن حد وجب فلا يسقط بالتوبة
كسائر حقوق الأئمة“ وكحد القذف لا يسقط بالتوبة بخلاف ما إذا سب الله تعالى
ثم تاب لأنه حق الله تعالى ولأن النبي عليه السلام بشر والبشر جنس يلحقهم المعرفة
إلا من أكرمهم الله تعالى والبارى منزلة عن جميع المعاصي وبخلاف الارتداد لأنه
معنى يتفرد المرتد لاحق فيه لغيرة من الأئمة - ولكنه قلنا إذا شتمه عليه السلام
سكراً لا يعطى ويقتل أيضاً حداً وهذا مذهب أبي بكر الصديق رضي الله عنه
والامام الأعظم والثوري وأهل الكوفة والمشهور من مذهب مالك وأصحابه

”(عام) مرتد سے کفر اور ارتداد کا موجب زائل ہو جائے گا مگر جب کسی نے رسول اللہ ﷺ یا کسی
بھی نبی علیہ السلام کو گالی دی تو اس کو حد اقل کیا جائے گا خواہ حراست میں لئے جانے یا گواہی کے
بعد وہ گستاخ توبہ کرے یا خود بخود توبہ کے لئے پیش ہو جائے اسے زعیر کی طرح ہر حال میں قتل
کر دیا جائے گا کیونکہ یہ قتل اس گستاخ کی حد ہے پس توبہ سے ساقط نہیں ہوگی۔ جیسا کہ آدمیوں
کے باقی حقوق جس پر حق ہو اس کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جیسا کہ حد قذف ہے۔ بخلاف
اس صورت کہ جب اللہ تعالیٰ کی گستاخی کی پھر توبہ کر لی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نبی علیہ السلام
انسان ہیں اور انسان کی جنس کو عار لاحق ہوتی ہے، البتہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معزز بنایا، ہاری تعالیٰ
ان تمام عیوب سے منزہ ہے بخلاف ارتداد کے کیونکہ اس میں محض وہی ارتداد ہوتا ہے جس میں کسی
آدی کا حق متعلق نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہم واضح کر رہے ہیں کہ جب کسی نے حالت نشہ میں گستاخی کی تو
اسے معاف نہیں کیا جائے گا، اسے بھی حد اقل کیا جائیگا۔ یہی مذہب ابو بکر صدیقؓ، امام اعظمؒ، ثوریؒ
اور اہل کوفہ کا ہے اور یہی مالکؒ اور ان کے اصحاب کا مشہور مذہب ہے۔

قاضی شام اللہ پانی پتی حنفی فرماتے ہیں:

من أذى رسول الله ﷺ بطن في شخصه أو دينه أو نسبه أو صفته أو بوجه
من وجوه الشين فيه صراحة أو كناية أو تعريضاً أو إشارة كحظر ولعنة الله في الدنيا
والآخرة وأعدله عذاب جهنم، وهل يقبل توبته؟ (تفسير مظہری ۷/۳۸۲)

”رسول اللہ ﷺ کی شخصیت دین‘ نسب یا حضور سید عالم ﷺ کی کسی مفت پر طعن کرنا اور صراحتاً یا کنایہ یا اشارہ یا بطور تعریض آپ ﷺ پر کتہ چینی کرنا اور عیب ٹکانا کفر ہے۔ ایسے شخص پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت اور اس کیلئے عذاب جہنم ہے کیا اس کی توبہ قبول ہوگی؟“

ذی شاتم رسول کی سزا:

ذی شاتم رسول کے بارے میں اکثر فقہاء احناف کا موقف یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ بطور دلیل چند فقہاء احناف کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

امام محقق ابن ہمام حنفی (م ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں: والذی عندی ان سبہ ﷺ أو نسبه مالا ينبغي إلى الله تعالى إن كان مما لا يمتدونه كحسبه الولد إلى الله تعالى وتقدس عن ذلك إذا أظهره يقتل به ويستغض عهده (فتح القدير ۱۳/۲۰۵)

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذی نے اگر حضور ﷺ کی اہانت کی یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف غیر مناسب چیز منسوب کی جو ان کے اعتقادات سے خارج ہے۔ جب وہ ان چیزوں کا اظہار کرے تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔

ذی کے بارے میں یہی موقف علامہ عینی نے بھی اختیار کیا ہے کہ اس کو بھی قتل کیا جائے:

ولكن أنا معه في جواز قتل السباب مطلقاً (عمدة القاري ۱۳/۱۶۷)

”تاہم میں مطلقاً ہر شاتم رسول کو قتل کرنے کے حق میں ہوں“

تفسیر قرطبی کے مصنف امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی رقم طراز ہیں: اکثر العلماء علی أن من سب النبي ﷺ من أهل الذمة أو عرض ولستحق بقدرة أو وصفه بغير الوجه الذي كرهه فإنه يقتل (المجامع لاحكام القرآن ۵۳/۸) ”اکثر علماء کا کہنا ہے کہ اہل ذمہ میں سے جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے یا تعریض کرے یا آپ کی قدر بگنی جانے یا اپنے کفر کے علاوہ کسی چیز سے آپ کو موصوف کرے تو اسے قتل کیا جائیگا۔ ہم اسے ذمہ یا عہد و پیمان نہیں دے سکتے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی تھانوی لکھتے ہیں: وبالجمله فلا خلاف بين العلماء في قتل الذمي أو الذمية إذا أعلن بشتيم الرسول أو طعن في الاسلام طعناً ظاهراً (اعلا السنن ۱۳/۵۰۵)

”مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ذی مرد یا ذمیہ عورت جب نبی کریم ﷺ کو علانیہ گالی دے یا دین اسلام میں طعن کرے تو فقہائے احناف میں اس کو سزائے قتل میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

ابن کمال ہاشا علانیہ شتم رسول کے مرتکب ذی کے بارے میں فرماتے ہیں:

والحق أنه يقتل عندنا إذا أعلن بشتمه أصرح به في سير الذخيرة حيث قال: واستدل محمد لبيان قتل المرأة إذا أعلنت بشتم الرسول ﷺ بما روى أن عمر بن عبدی مدحه على ذلك ”حق بات یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ڈی کوئل کیا جائے گا“ جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کو علانیہ گالی دے اور ’سیر الذخیرہ‘ میں اس کی صراحت مصنف نے یوں کی ہے کہ امام محمد نے علانیہ شتم رسول کی مرکب عورت کو قتل کرنے میں عیر بن عدی کے عصما بنت مروان کو رات کے وقت قتل کرنے سے استدلال کیا ہے۔“ (اعلاء السنن: ۱۴/۵۰۵)

شاتم رسول کی توبہ کا مسئلہ:

شاتم رسول کی توبہ کے بارے میں جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ شاتم رسول کی توبہ قبول نہ ہوگی، جس کے بعض فقہی اساسات اور تصریحات حسب ذیل ہیں۔

قائدی بزازیہ کے مؤلف شیخ محمد بن شہاب ابن الزحلی (متوفی ۸۲۷) لکھتے ہیں:

إذا سب الرسول ﷺ أو واحداً من الأنبياء فإنه يقتل حداً فلا توبة له أصلاً سواء بعد العدة عليه أو الشهادة أو جاء ثانياً من قبل نفسه كالكاذب لأنه حد وجب فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الأئمة كحد القذف لا يسقط بالتوبة بخلاف ما إذا سب الله تعالى ثم تاب لأنه حق الله تعالى ولأن النبي عليه السلام بشر والبشر جنس يلحقهم المعرة إلا من أكرمهم الله تعالى والبارئ منزلة عن جميع المعاصي وبخلاف الارتداد لأنه معني يتنرد المرتد لا حق فيه لغيرة من الأئمة ولكنه قلنا إذا شتمه عليه الصلوة والسلام لا يعنى ويقتل أيضاً حداً وهذا مذهب أبي بكر الصديق رضي الله عنه والأئمة الأعظم والثوري وأهل الكوفة والمشهور من مذهب مالك وأصحابه

”جب کوئی بد بخت رسول کریم ﷺ یا کسی نبی کی گستاخی کرے تو اس کو بطور حد قتل کر دینا واجب ہے، اس کی اصلاً کوئی توبہ قبول نہیں، چاہے اس کو پکڑ کر لایا جائے یا اسکے خلاف گواہی دی جائے یا وہ خود توبہ کر کے آپہنچے، مثل زندقہ کے، کیونکہ اس پر حد واجب ہوگئی جو انسانوں کے دیگر حقوق کی طرح محض توبہ سے ختم نہیں ہو جاتی، جیسا کہ تہمت طرازی کی حد ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتی، برخلاف اللہ کی گستاخی کے، کیونکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حق ہے، جبکہ نبی بشر ہیں اور بشر کو شرم و عار لاحق ہو سکتی ہے، مگر جسے اللہ تعالیٰ عزت دے اور ہاری تعالیٰ خود تو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے بالاتر ہیں

اور برخلاف ارتداد کے بھی کیونکہ ارتداد میں انسان کسی دوسرے انسان کا حق متاثر نہیں کرتا، اسی بناء ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی نبی کریم ﷺ کا سب و شتم کرے گا، اس کو معاف نہیں کیا جائیگا اور اس کو حد کے طور پر قتل کر دیا جائے گا۔ یہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، امام اعظم ثوری، اہل کوفہ کا موقف ہے اور امام مالک اور ان کے شاگردوں سے مشہور موقف بھی یہی ہے۔“ (تلاوی بزاریہ ۴۳۲)

امام ابن نجیم حنفی کتاب السیر کے باب الردۃ میں لکھتے ہیں

ھل کافر تاب فتوبتہ مقبولة فی الإجماع: الکافر بسب لہی ویسب الشیعین
أوحدهما (الإجماع: ۱/۲۵۰) ”ہر کافر کی توبہ قبول ہو سکتی ہے مگر ایسا کافر جو نبی کریم ﷺ یا شیخین رضی اللہ عنہما کی گستاخی کرے کافر ہو تو اس کی توبہ قابل قبول نہیں۔

حسب المعتنکین کے مصنف دسویں صدی کے حنفی عالم قاضی عبدالعالی لکھتے ہیں:

فی شفاء القاضی عن أصحابنا و غیرہم من المذہب الحق أن توبتہ لم تقبل وقيل
بالإجماع ”قاضی عیاض کی الشفاء میں ہمارے حنفی ساتھیوں اور دیگر فقہی مذاہب کا یہ موقف
حق بیان ہوا ہے کہ اجماعی طور پر شاتم کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس کو قتل کیا جائیگا۔“
علامہ حصکفی فرماتے ہیں کہ: (والکافر بسب لہی) من الانبیاء فانہ یقتل حدادولا تقبل
توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لأنه حق اللہ تعالیٰ والأول حق عبد اللہ یزول
بالتوبة ومن شک فی عذلبہ وکفرہ کفر۔ (الدر المختار ۳/۲۳۲)

”جہاں تک شاتم نبوت یا کسی اور نبی کے گستاخ کافر کا تعلق ہے تو اس کو بطور حد قتل کیا جائیگا اور
مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں کی جائیگی تاہم اگر وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی توبہ مقبول
ہو سکتی ہے کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے جبکہ پہلے جرم میں بندے کا حق بھی شامل ہے جو توبہ
سے زائل نہیں ہوتا۔ جو شخص کافر کی اس سزا اور اسکے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

قاضی ابن عابدین شامی بھی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

والکافر بسب لہی من الانبیاء فانہ یقتل حدادولا تقبل توبتہ مطلقا
”جہاں تک کسی کافر شاتم رسول کا معاملہ ہے تو اس کو حد کے طور پر قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ
مطلقاً قبول نہیں کی جائے گی۔ (رد المختار علی الدر المختار ۱۶/۲۸۱)

